

Al-Mīthāq

(Research Journal of Islamic Theology)

Published by: HIRA *Institute of Social Sciences Research & Development*
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 05, **Issue** 04, October - December 2026, PP 179-188
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article Timeline:	*Received:* 23-09-2026	*Accepted:* 07-11-2026	*Published:* 09-11-2026

Disclaimer:
Responsibility for the accuracy of the stated facts rests solely with the authors. Opinions expressed in *"Al-Mīthāq"* are those of the authors and not necessarily endorsed by either the Editorial board or the Institute.

پیر سید جلال الدین شاہ مشہدی کا خاندانی پس منظر و حالاتِ زندگی: تحقیقی مطالعہ

The Family Background and Life of Pīr Sayyid Jalāl al-Dīn Shāh Mashhadī: A Research Study

Uzma Shaheen [1] ***Dr. Hafiz Muhammad Usman*** [2]

Abstract

This study examines the family background, life history, scholarly achievements, spiritual stature, and religious and welfare services of Hazrat Pīr Sayyid Jalāl al-Dīn Shāh Mashhadī Naqshbandī Qādrī (1915–1985), widely known as Ḥāfiz al-Ḥadīth, Sheikh al-Muḥaddithīn, and Jalāl al-Millat wa al-Dīn. Born in Bhakik Sharif, District Mandi Bahauddin, into a family distinguished by its scholarly and spiritual heritage, he traced his lineage to Imām Mūsā al-Kāzim (RA). Despite losing his eyesight at the age of four due to smallpox, he demonstrated extraordinary intellectual insight, an exceptional memory, and remarkable scholarly aptitude. His educational journey included the study of Qur'ānic sciences, Ḥadīth, Islamic jurisprudence, and other traditional religious disciplines under eminent scholars, including Muḥaddith-e-A'zam Pakistan Maulānā Sard Ahmad, Sadr al-Sharī'ah Muftī Amjad Alī A'zamī, and Muftī-e-Azam Hind Maulānā Muṣṭafā Razā Khān. His academic excellence, mastery of Ḥadīth, and expertise in Islamic legal reasoning earned him distinction among contemporary religious scholars. This study also explores his disciplined spiritual life, devotion to the Sunnah, pedagogical approach, ethical conduct, and commitment to serving students and the wider community. Particular attention is given to his contributions to religious education through Dār al-'Ulūm Muḥammadiya Nūria Rizvia, Bhakik Sharif, and the educational, publishing, and welfare initiatives associated with his legacy.

[1]*M. Phil Islamic Studies, NCBA&E (Alhamra University), Lahore, Multan Sub-Campus.* *uzmashaheen175@gmail.com*
[2]***Corresponding Author**, Assistant Professor, Department of Islamic Studies, NCBA&E (Alhamra University), Lahore, Multan Sub-Campus.* *dr.h.m.usmanshaikh@mircpk.net*

Furthermore, his family life, agricultural livelihood, and the supportive role of his wife in facilitating religious education and student welfare are examined to provide a comprehensive understanding of his personal and social contributions. Adopting a descriptive and biographical approach, the study highlights how his life exemplifies the integration of religious scholarship, spiritual discipline, perseverance, and social responsibility. It concludes that his intellectual legacy, educational institutions, spiritual influence, and welfare initiatives continue to serve as valuable models for contemporary Islamic scholarship and religious leadership.

Keywords

Pīr Sayyid Jalāl al-Dīn Shāh Mashhadī, Islamic Scholarship, Family, Ḥadīth Studies, Spiritual Education, Religious Institutions, Social Welfare

تمہید

اللہ تعالیٰ نے انسانِ اوّل کی تخلیق کے بعد پیدائش کے اس سلسلے کو خاندانی نظام میں تبدیل فرمایا اور اسے قیامت تک کے لیے رائج کر دیا۔ خاندان کسی بھی فرد یا قوم کی تعمیر میں خشتِ اول کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ وہ گہوارہ ہے جہاں آنے والے کل کے معمار اور پاسبان پرورش پاتے ہیں، اور یہی وہ تربیت گاہ ہے جہاں اخلاق و کردار کی قدریں افراد کے دل و دماغ پر نقش ہوتی ہیں، جو تادیر باقی رہتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام سمیت تمام مذاہب میں گھر اور خاندان کو مرکزی اہمیت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خاندان کو انسان کی شناخت کا ذریعہ قرار دیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۔ [1]

"لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ اور اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔ بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔"

اس آیتِ مبارکہ کی تشریح میں صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول منقول ہے کہ:

الشُّعُوبُ الْقَبَائِلُ الْعِظَامُ، وَالْقَبَائِلُ الْبُطُونُ۔ [2]

"شعوب" سے مراد بڑے قبائل ہیں اور "قبائل" سے ان بڑے قبائل کی ذیلی شاخیں مراد ہیں۔

اسلام نے علم کے دیگر شعبوں کے ساتھ ساتھ اپنے آباء و اجداد اور نسب کے بارے میں معلومات محفوظ کرنے والے علم یعنی "علم الانساب" کو بھی فروغ دیا۔ اپنے خاندان اور نسب کو جاننے کی تاکید حدیثِ نبوی میں بھی ملتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

تَعَلَّمُوا مِنْ أَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُونَ بِهِ أَرْحَامَكُمْ، فَإِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الْأَهْلِ، مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ، مَنْسَأَةٌ فِي الْأَثَرِ۔[3]

"اس قدر اپنا نسب جانو کہ جس سے تم اپنے رشتے جوڑ سکو؛ اس لیے کہ صلہ رحمی سے رشتہ داروں میں محبت بڑھتی ہے، مال و دولت میں اضافہ ہوتا ہے اور آدمی کی عمر میں برکت (اضافہ) ہوتی ہے۔"

علم الانساب وہ علم ہے جس میں کسی فرد یا گروہ کے نسب کی معرفت حاصل کی جاتی ہے۔ عربوں کے ہاں نسب کے تحفظ کو غیر معمولی اہمیت حاصل رہی ہے۔ زیرِ نظر مقالہ بھی برصغیر کی معروف علمی شخصیت پیر سید جلال الدین شاہ مشہدی کی سوانح اور علمی

و عملی خدمات کے مطالعہ پر مشتمل ہے۔

خاندانی پس منظر

آپ کا تعلق ایک ایسے گھرانے سے ہے جو علمی و باطنی فیوض و برکات کا منبع ہے۔ تاریخ میں ایسی مثالیں کم ملتی ہیں جہاں پورا خاندان ہی خدمتِ دین میں مصروفِ عمل ہو اور ہر فرد ظاہری و باطنی علوم کے فیضان سے معمور ہو۔ آپ کے خاندان کے بعض افراد کے مختصر احوال اور دینی خدمات کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

آپ کا سلسلۂ نسب تین واسطوں سے حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ نجیب الطرفین سید ہیں۔ آپ کے والدِ ماجد حضرت سید محمد عالم شاہ صاحب نہایت متقی، صاحبِ استقامت اور صاحبِ کرامت بزرگ تھے۔ آپ کا سلسلۂ بیعت سلطان الاولیاء حضرت سید ظہور الحسنین شاہ صاحب قادری رحمہ اللہ (نابینا سرکار، بٹالہ شریف، بھارت) سے تھا اور آپ اپنے والدِ ماجد قطبِ دوران حضرت حاجی شاہ مشہدی قادری رحمہ اللہ سے مجازِ طریقت تھے۔ آپ تقویٰ، پرہیز گاری اور صفائیِ قلب و نظر کا عظیم پیکر تھے اور آپ کی بے شمار کرامات مشہور ہیں۔ حضرت حافظ الحدیث قدس سرہ کی والدہ مکرمہ کا نسبی تعلق کوٹ پچھلے، پاہڑیانوالی (گجرات) کے حسینی مشہدی خاندان سے تھا۔ آپ زہد و عبادت میں یگانہ، مستجاب الدعوات اور ولیہِ کاملہ تھیں۔[4]

نام و نسب

شخصیات اپنے اپنے ادوار کی پہچان ہوتی ہیں۔ کسی خاص زمانے میں بسنے والے لوگ اس دور کا حوالہ بن جاتے ہیں، کیونکہ افراد کا اسلوبِ فکر اور طرزِ عمل ہی اس معاشرے کو تشکیل دیتا ہے جو اس عہد کے رجحانات کی عکاسی کرتا ہے۔ اگرچہ عوام و خواص ہر معاشرے کا لازمی حصہ ہوتے ہیں، تاہم فطرت کا یہ قانون تسلسل سے جاری ہے کہ ہر دور میں کچھ ایسی نابغہ روزگار شخصیات ضرور موجود ہوتی ہیں جو انسانیت کا وقار اور قوموں کا فخر بن کر تاریخ کے ماتھے پر اپنا نام ثبت کر دیتی ہیں۔ ایسی شخصیات محض ایک عہد تک محدود نہیں رہتیں بلکہ آنے والا ہر زمانہ انہیں فکر و شعور کی مسند پر فائز کر کے ہمیشہ زندہ رکھتا ہے۔ اس تناظر میں حضرت پیر سید محمد جلال الدین شاہ نقشبندی قادری قدس سرہ کی شخصیت کسی گوہرِ نایاب سے کم نہیں۔ آپ کا اسمِ گرامی سید محمد جلال الدین شاہ مشہدی قدس سرہ ہے۔ علمی و روحانی حلقوں میں آپ کو شیخ المحدثین، غوثِ زماں، حافظ الحدیث اور مفتیِ اعظم پاکستان کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کی کنیت "ابو المظہر" ہے۔[5]

ولادتِ باسعادت

حضرت حافظ الحدیث والقرآن، جامع المعقول والمنقول، سراج السالکین، علامہ پیر سید محمد جلال الدین شاہ مشہدی 1333ھ بمطابق 1915ء کو پیر سید محمد عالم شاہ مشہدی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بھکھی شریف (ضلع منڈی بہاؤالدین) میں پیدا ہوئے۔[6] حضرت حافظ الحدیث چار سال کی عمر میں چیچک کے عارضے کے باعث بصارت سے محروم ہو گئے تھے، تاہم اللہ تعالیٰ نے انہیں بصیرتِ کاملہ سے وافر حصہ عطا فرمایا۔ بصارت زائل ہونے پر جب ایک شخص نے آپ کے والدِ گرامی سے اظہارِ افسوس کیا، تو انہوں نے فرمایا: "بہت سے آنکھوں والے اس کے محتاج ہوں گے۔" حضرت حافظ الحدیث کی حیاتِ مبارکہ نے اس قول پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی۔

بچپن اور بصارت سے محرومی

حضرت حافظ الحدیث کے والدین محبتِ الٰہی اور عشقِ رسول ﷺ کے اعلیٰ منصب پر فائز تھے، جس کی بدولت آپ کو بچپن ہی سے ایک پاکیزہ دینی ماحول میسر آیا۔ اسی تربیت کا اثر تھا کہ آپ ایامِ طفولیت ہی میں عبادت و ریاضت کی جانب راغب ہو

گئے۔ محض چار سال کی عمر میں چیچک کے عارضے کے باعث آپ ظاہری بصارت سے محروم ہو گئے، لیکن باری تعالیٰ نے آپ کو بصیرتِ کاملہ سے نوازا۔ آپ کے والدِ گرامی اس معذوری پر رنجیدہ ہونے کے بجائے فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے کو دین کی خدمت کے لیے منتخب کر لیا ہے۔ ایک مرتبہ کسی نے اظہارِ افسوس کیا تو آپ کے والد نے تاریخی جملہ ارشاد فرمایا: "بہت سے آنکھوں والے اس (میرے بیٹے) کے محتاج ہوں گے"۔ وقت نے ثابت کیا کہ آپ کی حیاتِ مبارکہ ان کلمات کی عملی تصویر بن گئی۔

حلیہ مبارک

اللہ تعالیٰ نے نوعِ انسانی کو بہترین صورت پر پیدا کیا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ۔[7]

"بے شک ہم نے انسان کو سب سے اچھی صورت میں پیدا کیا۔"

بنی نوعِ انسان میں حسن و جمال کا عروج خاندانِ نبوت میں رکھا گیا ہے۔ حضرت حافظ الحدیث چونکہ اسی شجرِ طیبہ کے چشم و چراغ تھے، اس لیے آپ کے چہرہ مبارک کی زیارت کرنے والا بے ساختہ پکار اٹھتا تھا کہ آپ یقیناً اولادِ علی و آلِ نبی ﷺ ہیں۔ آپ کا قد میانہ تھا، نہ زیادہ طویل اور نہ ہی پست، تاہم مجمع میں آپ کا قامت نمایاں محسوس ہوتا۔ آپ کا جسم نہایت قوی اور مضبوط تھا۔ آپ کا چہرہ سڈول اور نسبتاً گول تھا۔ چیچک کے نشانات کے باوجود آپ کے چہرے پر غیر معمولی نور اور کشش تھی۔ چہرے پر سنت کے مطابق داڑھی آپ کے حسن و جمال میں مزید اضافے کا باعث تھی۔[8] آپ کی ابرو کمان کی طرح نصف خمدار اور گھنی تھیں، جو دونوں آنکھوں پر سائبان کی طرح محسوس ہوتی تھیں۔ سر مبارک سڈول اور پیشانی چوڑی تھی، جس پر اخیر عمر میں چند بل نمایاں تھے۔ سر کے بال سنتِ نبوی کے مطابق کبھی کانوں کی لو تک اور کبھی اس سے تھوڑے نیچے ہوتے تھے۔ آپ کی رنگت سفید سرخی مائل (گلبام) تھی، جو دیکھنے والے کے دل میں گھر کر لیتی۔ آپ کا سینہ کشادہ، شانے مضبوط اور اعضاء مرمر کی طرح صاف و شفاف تھے۔

یادگاریں اور علمی و فلاحی خدمات

حضرت حافظ الحدیث رحمہ اللہ کی علمی خدمات کی عظیم دلیل پاکستان کی نامور علمی تحریک "دار العلوم محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف" ہے۔ اس ادارے سے جاری ہونے والے فیض سے ایک عالم منور ہوا۔ اس کے علاوہ درج ذیل ادارے اور تنظیمیں آپ کی خدمات کو مزید تقویت بخشتی ہیں:

1. جلالیہ سسٹم آف مدارس: دینی تعلیم کی ترویج کا منظم نیٹ ورک۔
2. جلالیہ ویلفیئر آرگنائزیشن: اس تنظیم کے ذریعے غلامانِ حافظ الحدیث منظم انداز میں انسانی فلاح و بہبود کے لیے مصروفِ عمل ہیں۔
3. ماہنامہ جلالیہ بھکھی شریف: علمی و فکری رہنمائی کا ترجمان۔
4. حافظ الحدیث پبلک لائبریریاں: تحقیقی ذوق کی آبیاری کے مراکز۔
5. جلالیہ ایمبولینس سروس اور حافظ الحدیث فری میڈیکل سنٹر: طبی و فلاحی خدمات کے ادارے جہاں دکھی انسانیت کی خدمت کی جاتی ہے۔[9]

اولاد

اللہ تعالیٰ نے آپ کو صالح اولاد سے نوازا، جن میں درج ذیل شخصیات نمایاں ہیں:

1. سید محمد مظہر قیوم شاہ مشہدی جلالی (سجادہ نشین اول)

2. سید محمد محفوظ شاہ مشہدی (مہتمم جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف)
3. سید محمد عرفان شاہ مشہدی (ناظم اعلیٰ جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف)
4. سید محمد انور الحق شاہ مشہدی

القاب و خطابات

اہلِ علم و دانش نے آپ کی علمی جلالت کو تسلیم کرتے ہوئے مختلف القاب سے نوازا۔ غزالیِ زماں سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ نے آپ کو "شیخ المحدثین" اور "جلال الملۃ والدین" قرار دیا۔ قائدِ ملتِ اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی نے آپ کو "جلالۃ العلم والعلماء" کا لقب عطا فرمایا، جبکہ کثرتِ حفظِ حدیث کی بنیاد پر آپ "حافظ الحدیث" کے لقب سے معروف ہوئے۔

آپ کی محنتِ شاقہ اور اخلاص کا نتیجہ ہے کہ آج جامعہ قادریہ عالمیہ کو دنیا بھر کے دینی مدارس میں امتیازی مقام حاصل ہے۔ اس جامعہ کے ہزاروں فیض یافتگان دنیا بھر کے اسلامی مراکز میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ جید علمائے کرام آپ کی عظمت کے معترف تھے۔ ابو الحقائق علامہ عبد الغفور ہزاروی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت شاہ صاحب کا وجود مسلکِ اہلِ سنت کی حقانیت کی دلیل ہے، کیونکہ ظاہری معذوری کے باوجود ایسا متبحر عالمِ باعمل کسی دوسری جماعت میں موجود نہیں۔ قطبِ مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی رحمہ اللہ نے آپ کے ایک خادم مولانا محمد حسین کو فرمایا کہ حضرت حافظ الحدیث کا وجود اہلِ سنت کے لیے مینارۂ نور ہے۔[10]

نمایاں اوصاف اور اسلوبِ تربیت

آپ کی زندگی عملی تعلیم، شفقت، خیر خواہی اور اپنے کام سے والہانہ لگاؤ کا نمونہ تھی۔ آپ کی تربیت میں اعتدال، انصاف پسندی اور بھرپور تیاری جیسے اوصاف نمایاں تھے۔ نبی کریم ﷺ کو تمام انسانیت کے لیے مثالی معلم بنا کر بھیجا گیا، جنہوں نے اپنے بہترین اندازِ تربیت سے صحابہ کرام کی ایک ایسی جماعت تیار کی جس کی نظیر نہیں ملتی۔ اس تربیت کی بنیاد نرمی اور ہمدردی پر تھی، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ۔[11]

"سو کچھ اللہ ہی کی رحمت ہے کہ تم ان کے لیے نرم دل ہو گئے، اور اگر تم تند خو اور سخت دل ہوتے تو وہ تمہارے گرد سے چھٹ جاتے۔"

حضرت معاویہ بن الحکم سلمی رضی اللہ عنہ اس وصفِ نبوی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فَبِأَبِي هُوَ وَأُمِّي مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ، فَوَاللَّهِ! مَا كَهَرَنِي وَلَا ضَرَبَنِي وَلَا شَتَمَنِي۔[12]

"میرے ماں باپ ان پر قربان! میں نے آپ ﷺ جیسا بہترین تعلیم دینے والا نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ بعد میں۔ اللہ کی قسم! نہ آپ ﷺ نے مجھے جھڑکا، نہ مارا اور نہ ہی برا بھلا کہا۔"

امام نووی رحمہ اللہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

فِيهِ بَيَانُ مَا كَانَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ مِنْ عَظِيمِ الْخُلُقِ الَّذِي شَهِدَ اللَّهُ تَعَالَى لَهُ بِهِ وَرِفْقِهِ بِالْجَاهِلِ وَرَأْفَتِهِ بِأُمَّتِهِ وَشَفَقَتِهِ عَلَيْهِمْ۔[13]

اس سے حضور ﷺ کے اس خُلقِ عظیم کا بیان ہوتا ہے جس کی گواہی خود اللہ تعالیٰ نے دی ہے، نیز آپ کی جاہل پر شفقت، نرمی اور امت پر مہربانی کا اظہار ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس نرمی اور سہولت پسندی کے پہلو کو واضح کرتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَبْعَثْنِي مُعَنِتًا، وَلَا مُتَعَنِتًا، وَلَكِنْ بَعَثْنِي مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا۔[14]

"اللہ تعالیٰ نے مجھے سختی کرنے والا اور مشقت میں ڈالنے والا بنا کر نہیں بھیجا، بلکہ مجھے معلم اور آسانی پیدا کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔"

آپ ﷺ اپنے اصحاب کی خبر گیری فرماتے اور ان کے حالات کی اصلاح فرماتے۔ امام ترمذی نے شمائل میں روایت نقل کی ہے:

وَيَتَفَقَّدُ أَصْحَابَهُ، وَيَسْأَلُ النَّاسَ عَمَّا فِي النَّاسِ، وَيُحَسِّنُ الْحَسَنَ وَيُقَوِّيهِ، وَيُقَبِّحُ الْقَبِيحَ وَيُوَهِّيهِ۔[15]

"آپ ﷺ اپنے احباب کی خبر گیری فرماتے، لوگوں کے حالات دریافت کرتے، اچھی بات کی تحسین و تقویت فرماتے اور بری بات کی برائی بیان کر کے اسے زائل کر دیتے۔"

معلم کی مثال ایک صاحبِ بصیرت باپ کی ہے جسے اپنے متعلقین کی ہر وقت فکر رہتی ہے۔ سیرتِ طیبہ ہمیں ماتحتوں کی نگرانی اور اجتماعی کاموں میں مشاورت کا درس دیتی ہے، جس طرح حضور ﷺ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن روانہ فرمایا تھا۔[16]

اتباعِ سنت

اتباعِ سنت کا عالم یہ تھا کہ آپ نے ساری زندگی ایسے حجام سے اصلاح نہیں کرائی جس نے کبھی کسی کی داڑھی مونڈی ہو یا خلافِ سنت خط بنایا ہو۔ آپ اپنے متعلقین کی تربیت کرتے ہوئے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ طالبِ علم کا پہلا سبق مستحبات کی پابندی ہے، کیونکہ مستحبات کے ترک سے نوافل، نوافل کے ترک سے سنتیں اور سنتوں کے ترک سے فرائض میں سستی پیدا ہوتی ہے۔[17]

زہد و عبادت

حضرت حافظ الحدیث رحمہ اللہ زہد و عبادت کے اس مقام پر فائز تھے کہ سنِ بلوغت سے لے کر دمِ آخر تک کبھی فرض نماز تو درکنار، نمازِ تہجد بھی قضا نہیں ہوئی۔ یہاں تک کہ جس صبح آپ کا وصالِ مبارک ہوا، اس روز بھی آپ نے نمازِ تہجد ادا کی، نمازِ فجر پڑھی اور درودِ پاک کا ورد کرتے ہوئے سفر آخرت پر روانہ ہوئے۔ تہجد میں پانچ پاروں کی تلاوت آپ کا روزانہ کا معمول تھا۔[18]

قوتِ حافظہ اور ضبط

آپ غیر معمولی قوتِ حافظہ کے مالک تھے۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ 1942ء میں بھکھی شریف میں محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رحمہ اللہ اور مولوی سلطان احمد دیوبندی کے درمیان پون گھنٹہ طویل مناظرہ ہوا۔ کچھ عرصہ بعد موضع مانگٹ میں حضرت پیر فضل شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس مناظرے کی تفصیل دریافت کی، تو آپ نے فریقین کے سوال و جواب اور تقاریر کو اس تفصیل سے سنانا شروع کیا کہ جب اختتام ہوا تو عین پون گھنٹہ گزر چکا تھا۔ کسی ضخیم کتاب سے جو حوالہ ایک بار سُن لیتے، وہ عمر بھر کے لیے صفحہ اور سطر نمبر کے ساتھ آپ کے حافظے میں محفوظ ہو جاتا۔ بارہا دیکھا گیا کہ پیچیدہ فقہی مسائل کے جوابات آپ زبانی لکھوا دیتے اور جب بعد میں کتب سے تقابل کیا جاتا تو وہ حرف بہ حرف درست ثابت ہوتے۔[19]

فراست

آپ کی علمی فراست کا یہ عالم تھا کہ طالبِ علمی کے دور میں اساتذہ کا جو سبق ایک بار سن لیتے، وہ تمام ساتھیوں کو خود دہرا دیتے۔ مسائل کے استفسار کے لیے حاضر ہونے والے سائلین ابھی اپنی بات مکمل نہ کر پاتے کہ آپ ان کا مافی الضمیر سمجھ لیتے۔ مشکل اور ادقّ علمی مسائل میں آپ کے ہم عصر جید علمائے کرام بھی آپ کی طرف رجوع کرنا اعزاز سمجھتے تھے۔[20]

روزانہ کے معمولات

آپ نصف شب کے بعد بیدار ہوتے، خود وضو فرماتے اور دو رکعت تحیۃ الوضو ادا کرتے۔ اس کے بعد آٹھ رکعت نمازِ تہجد دو دو رکعت کر کے اس ترتیب سے ادا فرماتے کہ پہلی رکعت طویل اور دوسری اس سے قدرے مختصر ہوتی، اور یہی تدریجی طریقہ باقی رکعتوں میں رہتا۔ تہجد میں پانچ پاروں کی تلاوت آپ کا دائمی معمول تھا۔ تہجد سے فجر تک درودِ پاک اور دیگر وظائف میں مشغول رہتے، پھر نمازِ فجر کی امامت فرماتے۔ آپ کی آواز میں ایسا سوز اور جلال تھا کہ قرآت کے دوران اکثر ہچکیاں بندھ جاتیں اور آواز ایک میل تک صاف سنائی دیتی۔ فجر کے بعد تسبیح پر درودِ پاک پڑھتے اور نہایت عاجزی سے دعا فرماتے۔ اشراق کے بعد مطالعہ کرتے اور پھر ناشتہ فرماتے۔ اس کے بعد دو بجے تک تدریسی اسباق کا سلسلہ جاری رہتا۔

ظہر کے بعد آپ بیٹھک میں تشریف لاتے جہاں مسائل کا حل اور مہمانوں سے ملاقات کا سلسلہ عصر تک جاری رہتا۔ عصر کے بعد دورانِ صحت سیر کے لیے تشریف لے جاتے۔ مغرب کے بعد نوافل اور وظائف میں مشغول رہتے۔ عشاء کی نماز سنت کے مطابق تاخیر سے ادا فرماتے اور رات گئے تک علمی و روحانی محفل جاری رہتی۔ گفتگو کے دوران آیاتِ قرآنی اور احادیثِ مبارکہ کا تذکرہ اس کثرت اور تاثیر سے فرماتے کہ سامعین کا ایمان تازہ ہو جاتا۔ آپ ہمیشہ رخصت کے بجائے عزیمت کے راستے پر گامزن رہے اور مستحبات تک کی پابندی فرماتے۔[21]

تحصیلِ علم

آپ نے قرآنِ کریم کا حفظ حافظ غلام محی الدین اور حافظ اسماعیل (حضور پور، سرگودھا) سے مکمل کیا۔ اپنے مرشدِ کامل پیر سید نور الحسن شاہ کیلانی کے ایماء پر 1355ھ بمطابق 1935ء میں باقاعدہ درسیات و علومِ دینیہ کا آغاز کیا۔

صدر الشریعہ سے اکتسابِ فیض

بحر العلوم مولانا محمد نواز نقشبندی روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت محدثِ اعظم پاکستان (مولانا سردار احمد) نے آشوبِ چشم کی وبا کے باعث اسباق موقوف کیے، تو انہوں نے ہمیں (حافظ الحدیث اور مولانا محمد نواز کو) بریلی شریف جا کر صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی (مصنفِ بہارِ شریعت) سے پڑھنے کا مشورہ دیا۔ محدثِ اعظم نے فرمایا کہ اس طرح تمہارا وقت بھی ضائع نہیں ہو گا اور تمہیں بارگاہِ رسالت ﷺ کے ایک واسطہ مزید قریب ہونے کا شرف حاصل ہو گا۔ بریلی شریف میں آپ نے دو ماہ قیام کے دوران صدر الشریعہ سے بخاری شریف اور مسلم شریف کا درس لیا۔ صدر الشریعہ کے درس کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ حدیث کا خلاصہ اس جامعیت سے بیان فرماتے کہ تمام حواشی اور معترضین کے جوابات اسی میں سما جاتے۔

مجاہدہ اور بارگاہِ رسالت ﷺ میں مقبولیت

تحصیلِ علم کے دوران آپ کا مجاہدہ مثالی تھا۔ مولانا محمد نواز بیان کرتے ہیں کہ ہم رات گئے تک مطالعہ کرتے اور صرف چار گھنٹے آرام پاتے۔ ایک مرتبہ سحری کے وقت بیدار ہوئے تو حضرت حافظ الحدیث کے چہرے پر غیر معمولی سرور تھا۔ آپ نے بتایا کہ آج رات خواب میں نبی کریم ﷺ نے جلوہ افروز ہو کر خوشخبری عطا فرمائی ہے کہ: "تمہارا دورہ حدیث پڑھنا اور تمہارے اساتذہ کا پڑھانا دونوں بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہیں۔"

امتحان میں نمایاں کامیابی

دورہ حدیث کی تکمیل پر وحید العصر علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی اور مفتی عبد العزیز آگرہوی ممتحن کے طور پر تشریف لائے۔ محدثِ اعظم پاکستان نے ان سے گزارش کی کہ شاہ صاحب (حافظ الحدیث) کا امتحان نہایت باریک بینی سے لیا جائے۔ دورانِ

امتحان بخاری شریف کی "کتاب الایمان" پر علمی گفتگو ہوئی۔ مولانا عبد المصطفیٰ ازہری نے ایک اعتراض اٹھایا کہ امام بخاری، امام اعظم ابو حنیفہ کا رد کر رہے ہیں، جس پر حافظ الحدیث نے اڑھائی گھنٹے طویل علمی دلائل سے ثابت کیا کہ دونوں اقوال میں تطبیق ممکن ہے اور یہ رد نہیں ہے۔ آپ کی علمی وجاہت دیکھ کر ممتحن حضرات نے آپ کو اول پوزیشن کا مستحق قرار دیا۔

فتویٰ نویسی کی تربیت اور سندِ حدیث

حضرت حافظ الحدیث قدس سرہ نے بریلی شریف میں قیام کے دوران فتویٰ نویسی کی عملی تربیت حاصل کی اور سندِ حدیث کی اجازت سے سرفراز ہوئے۔ تذکرہ "گوہر نور" کے مطابق، مفتیِ اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو دورہ حدیث کی تکمیل کے بعد اپنے پاس ٹھہرا کر باقاعدہ فتویٰ نویسی کی مشق کروائی۔ قرأتِ حدیث کے ساتھ ساتھ آپ کو سندِ اتصال، سلسلۂ عالیہ قادریہ کی اجازت اور خلافت سے بھی نوازا گیا۔ اس طرح آپ بریلی شریف سے شریعت و طریقت اور ظاہری و باطنی علوم کے ذخیرے سے مالا مال ہو کر واپس لوٹے اور دینِ متین کی خدمت میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔[22]

ازدواجی زندگی

حضرت حافظ الحدیث قدس سرہ کا رشتہ ازدواج آپ کے مرشدِ گرامی پیر سید نور الحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مریدِ خاص مولانا محمد سعید (مانگٹ شریف) کے ہاں طے فرمایا۔ آپ کی بارات بھکھی شریف سے گھوڑوں اور تانگوں پر مشتمل روایتی شان و شوکت کے ساتھ مانگٹ شریف پہنچی۔ اس مبارک موقع پر محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے بنفسِ نفیس بارات کی قیادت فرمائی اور اپنے عزیز شاگرد کا نکاح پڑھایا۔

حضرت حافظ الحدیث کی اہلیہ محترمہ نے جامعہ بھکھی شریف کے انتظامی امور اور طلبہ کی خدمت میں آپ کا بھرپور ساتھ دیا۔ آپ نے طلبہ کے لیے کھانا پکانے اور دیگر گھریلو ذمہ داریوں کو نہایت خوش اسلوبی سے سنبھالا، جس کی بدولت حافظ الحدیث انتظامی فکر سے آزاد ہو کر تدریسی و تبلیغی خدمات انجام دیتے رہے۔ مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے مقامی خواتین اور بچیوں کو قرآنِ پاک کی تعلیم سے بھی آراستہ کیا۔ جامعہ کے فضلائے کرام کے مطابق، آپ بیمار طلبہ کی تیمار داری اور ان کے لیے زود ہضم غذا کی فراہمی کا خاص خیال رکھتی تھیں۔ آپ کی اس بے لوث خدمت اور جذبے کو خادمین اور طلبہ آج بھی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

ذریعہ معاش اور جائیداد

حضرت حافظ الحدیث قدس سرہ کا پیشہ کھیتی باڑی اور زراعت تھا۔ آپ اپنی زرعی اراضی پر خود نگرانی فرماتے اور اس کے ساتھ ساتھ مال مویشی بھی پال رکھے تھے۔ خدمتِ دین کے عظیم مشن کے ساتھ ساتھ آپ نے حصولِ رزقِ حلال کے لیے زراعت کو بطور پیشہ اپنایا۔ آپ کی ملکیت میں تیس (30) ایکڑ زرعی زمین کے علاوہ منڈی بہاؤالدین شہر میں تین کمرشل پلاٹ بھی شامل تھے۔

وصال

مسلسل شبانہ روز مجاہدے، علمی و تحقیقی مصروفیات اور حاجت مندوں کے ہجوم نے آپ کی صحت پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ آپ کی ہم عصر شخصیات کام اور آرام کے اوقات میں توازن رکھتی تھیں، مگر آپ نے ہر سائل اور مستفتی کے لیے ہر وقت اپنے دروازے کھلے رکھے۔ انتہائی علالت میں بھی جب کوئی حال دریافت کرتا تو رضائے الٰہی پر راضی رہتے ہوئے فرماتے: "ٹھیک ہوں۔" بالآخر رشد و ہدایت کا یہ آفتاب ستر سال تک دنیا کو منور کرنے کے بعد 4 ربیع الاول 1406ھ بمطابق 18 نومبر 1985ء، بروز پیر صبح ساڑھے سات بجے اپنے لاکھوں ارادت مندوں کو سوگوار چھوڑ کر خالقِ حقیقی سے جا ملا۔[23]

خلاصہ بحث

حضرت پیر سید محمد جلال الدین شاہ مشہدی نقشبندی قادری قدس سرہ کی حیاتِ مبارکہ علم و عمل، زہد و تقویٰ اور عشقِ رسول ﷺ کا ایک ایسا جامع اور مثالی نمونہ تھی جس نے بیسویں صدی کے اسلامی معاشرے اور بالخصوص خطہ پنجاب پر گہرے اور ان مٹ نقوش چھوڑے۔ آپ کا خاندانی پس منظر علمی و روحانی فیوض و برکات سے معمور تھا، اور آپ نجیب الطرفین سید ہونے کے ناطے شجرِ طیبہ کے ایسے چشم و چراغ تھے جن کے چہرے کا جلال اور اخلاق کا جمال اولادِ علی و آلِ نبی ﷺ کی سچی تصویر پیش کرتا تھا۔ بچپن ہی میں محض چار سال کی عمر میں چیچک کے عارضے کے باعث ظاہری بصارت سے محروم ہو جانے کے باوجود، آپ کے والدِ گرامی کا یہ تاریخی جملہ کہ "بہت سے آنکھوں والے اس کے محتاج ہوں گے"، آپ کی زندگی میں حرف بہ حرف سچ ثابت ہوا؛ کیونکہ باری تعالیٰ نے آپ کو وہ بصیرتِ کاملہ اور غیر معمولی قوتِ حافظہ عطا فرمائی تھی جس کے سامنے ظاہری آنکھوں والے متبحر علماء اور فضلاء بھی زانوئے تلمذ طے کرنا اپنے لیے سعادت اور باعثِ افتخار سمجھتے تھے۔

آپ کی تحصیلِ علم کا دور سخت مجاہدوں، انتھک محنت اور بارگاہِ رسالت ﷺ میں غیر معمولی مقبولیت کا مظہر تھا۔ محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد اور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی جیسے یگانۂ روزگار اساتذہ سے کسبِ فیض اور بریلی شریف میں مفتیِ اعظم ہند کی زیرِ نگرانی فتویٰ نویسی کی تربیت نے آپ کو شریعت و طریقت کے اس بلند مقام پر فائز کر دیا جہاں آپ کو "شیخ المحدثین"، "حافظ الحدیث" اور "جلال الملت والدین" جیسے جلیل القدر القاب سے نوازا گیا۔ دورہ حدیث کی تکمیل پر جید ممتحنین کے سامنے بخاری شریف کی "کتاب الایمان" پر اڑھائی گھنٹے طویل مدلل علمی گفتگو اور امام اعظم ابو حنیفہ کے موقف کی شاندار وکالت آپ کی علمی وجاہت اور وسعتِ نظری کی بین دلیل تھی، جس نے آپ کو ہم عصر علمائے کرام میں ممتاز کیا اور وقت کے عظیم مشائخ کو آپ کے وجود کو مسلکِ اہلِ سنت کی حقانیت کا مینارۂ نور تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا۔

حضرت حافظ الحدیث رحمہ اللہ کی روزمرہ زندگی زہد و عبادت اور اسوۂ رسول ﷺ کی پیروی کا اعلیٰ ترین مظہر تھی، جس میں سنِ بلوغت سے لے کر دمِ آخر تک کبھی فرض نماز تو درکنار، نمازِ تہجد بھی قضا نہیں ہوئی۔ نصف شب کے بعد بیدار ہو کر تہجد میں روزانہ پانچ پاروں کی تلاوت کا مستقل معمول، فجر کی امامت میں ایسا سوز و جلال کہ قرآت کے دوران ہچکیاں بندھ جانا، اور دن بھر دو بجے تک مسلسل تدریسی مصروفیات آپ کے غیر معمولی روحانی و علمی شغف کو ظاہر کرتی ہیں۔ اتباعِ سنت کا یہ عالم تھا کہ آپ نے زندگی بھر کسی ایسے حجام سے اصلاح نہیں کروائی جس نے کبھی داڑھی مونڈی ہو یا خلافِ سنت خط بنایا ہو، اور آپ اپنے تلامذہ کو بھی ہمیشہ مستحبات کی پابندی کا درس دیتے تھے تاکہ فرائض اور سنن میں کبھی سستی پیدا نہ ہو؛ یہاں تک کہ آپ کا وصالِ مبارک بھی تہجد اور فجر کی ادائیگی کے بعد درودِ پاک کا ورد کرتے ہوئے ہوا۔

آپ کی علمی، فلاحی اور خانگی زندگی معاشرے کے لیے ایک رہنما اسلوبِ تربیت فراہم کرتی ہے، جہاں آپ نے رزقِ حلال کے لیے زراعت و کھیتی باڑی کے پیشے کو اپنایا اور اپنی اہلیہ محترمہ کے تعاون سے ایک مثالی خانگی ماحول قائم کیا۔ آپ کی زوجہ محترمہ نے نہ صرف طلبہِ علم کی بلا معاوضہ خدمت، تیمارداری اور کھانا پکانے کی ذمہ داریوں کو سنبھالا بلکہ مقامی خواتین کو قرآنِ پاک کی تعلیم سے بھی آراستہ کیا، جس نے آپ کو انتظامی فکر سے آزاد کر کے دینِ متین کی یکسوئی سے خدمت کا موقع فراہم کیا۔ آپ کے قائم کردہ ادارے "دار العلوم محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف"، جلالیہ سسٹم آف مدارس، جلالیہ ویلفیئر آرگنائزیشن، اور طبی و فلاحی خدمات کے نیٹ ورکس نے علم و حکمت اور دکھی انسانیت کی خدمت کے ایسے لازوال چشمے جاری کیے جن سے آج بھی دنیا بھر میں لاکھوں تشنگانِ علم اور حاجت مند فیض یاب ہو رہے ہیں۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ حضرت پیر سید محمد جلال الدین شاہ مشہدی کی ستر سالہ حیاتِ طیبہ اس قرآنی و نبوی تعلیمات کی عملی تفسیر تھی جو انسان کو تقویٰ، صلہ رحمی، اخلاقِ حسنہ اور خیر خواہی کا درس دیتی ہے۔ آپ نے اپنی ظاہری معذوری کو کبھی دین کی خدمت اور انسانیت کی رہنمائی کی راہ میں رکاوٹ بننے نہیں دیا، بلکہ اپنی باطنی فراست، فقہی بصیرت اور بے مثال حافظے کے بل بوتے پر دینِ اسلام کے خادمِ خاص بن کر ابھرے۔ ۴ ربیع الاول ۱۴۰۶ھ کو رشد و ہدایت کا یہ آفتاب اگرچہ ظاہری طور پر غروب ہو گیا، مگر آپ کی صالح اولاد، ہزاروں جید فضلائے کرام، علمی تصانیف اور فلاحی یادگاریں آج بھی آپ کے مشن کو زندہ رکھے ہوئے ہیں اور آنے والی نسلوں کے لیے فکر و شعور، استقامتِ دین اور اخلاق و کردار کی بلندی کا ایک دائم و قائم مینارۂ نور ہیں۔

References

[1] Al-Qurʾān, 49:13.

[2] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl (194–256 AH), Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ (Būlāq, Miṣr: Al-Maṭbaʿah al-Kubrā al-Amīriyyah, 1311 AH), 4:177, ḥadīth no. 3489.

[3] Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā (209–279 AH), Al-Sunan (Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1996), 1st ed., 3:521, ḥadīth no. 1979.

[4] Jalālī, Ẓuhūr Aḥmad, Muftī, Mukhtaṣar Sīrat wa Sawāniḥ: Quṭb-e-Waqt Sayyid Jalāl al-Dīn Shāh (Bhakkī Sharīf: Bazm-e-Ghulāmān-e-Ḥāfiẓ al-Ḥadīth, 1985), p. 5.

[5] Jalālī, Muḥammad Ẓafar Iqbāl, Dr.; Jalālī, Muḥammad Aslam, Dr.; and Jalālī, ʿAzīz Allāh, Muftī, Tadhkirah Mashāʾikh-e-Bhakkī Sharīf, vol. 2 (Mandi Bahāʾ al-Dīn: Jalāliyyah Publications), p. 55.

[6] Group of Authors, Tadhkirah Mashāʾikh-e-Bhakkī Sharīf, 2:56.

[7] Al-Qurʾān, 95:4.

[8] Group of Authors, Tadhkirah Mashāʾikh-e-Bhakkī Sharīf, 2:57.

[9] Ibid., 2:60.

[10] Ibid., 2: 65.

[11] Al-Qurʾān, 3:159.

[12] Muslim, Abū al-Ḥusayn Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī (204–261 AH), Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ (Turkey: Dār al-Ṭibāʿah al-ʿĀmirah, 1334 AH), 2:70, ḥadīth no. 537.

[13] Al-Nawawī, Yaḥyā ibn Sharaf (631–676 AH), Al-Minhāj Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim ibn al-Ḥajjāj (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1392 AH), 2nd ed., 5:20.

[14] Muslim, Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, 4:137, ḥadīth no. 1478.

[15] Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā (209–279 AH), Al-Shamāʾil al-Muḥammadiyyah (Makkah al-Mukarramah: Al-Maktabah al-Tijāriyyah, 1993), 1st ed., p. 259, ḥadīth no. 337.

[16] Al-Bukhārī, Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, 4:65, ḥadīth no. 3038.

[17] Jalālī, Mukhtaṣar Sīrat wa Sawāniḥ: Quṭb-e-Waqt Sayyid Jalāl al-Dīn Shāh, p. 12.

[18] Ibid., p. 10.

[19] Ibid., p. 9.

[20] Ibid., p. 14.

[21] Ibid., p. 17.

[22] Group of Authors, Tadhkirah Mashāʾikh-e-Bhakkī Sharīf, 2:57.

[23] Jalālī, Mukhtaṣar Sīrat wa Sawāniḥ: Quṭb-e-Waqt Sayyid Jalāl al-Dīn Shāh, p. 24.